

ابا: تو بھی تو بھی عاصم؟ (ہنس کر) جیسے مجھے پتہ نہ تھا۔

عاصم: میں جلدی تجھے اپنے پاس بلا لوں گا ابا۔ دراصل میں نگینہ اور فیروز بھائی کی طرح نہیں جانا چاہتا۔ بن بتائے نہ جانے کہاں ہیں دونوں۔ (وقفہ) ابا میں کویت جا رہا ہوں۔ میں تجھے ویسی جدائی نہیں دینا چاہتا۔

باپ: (پاس آتا ہے اور اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے چھو کر کہتا ہے) میں نے اندھے پن کی کبھی شکایت نہیں کی عاصم لیکن تیری ماں کہا کرتی تھی کہ تو بہت خوبصورت ہے میرے دل میں تجھے دیکھنے کی حسرت ہی رہی بیٹا۔ اور ابھی تو میں نے تجھے دیکھا بھی نہیں۔ اور تو چل دیا عاصم۔ میرے دل میں پہلی بار شکایت جاگ اٹھی ہے۔

عاصم: میرا سب انتظام ہو گیا ہے کرائے کا۔ پاسپورٹ کا۔

باپ: (واپس آکر بیٹھتا ہے یکدم آواز میں قدرے سختی آتی ہے۔) تجھے کویت کا کرایہ

کہاں سے ملا۔ (عاصم چپ رہتا ہے) عاصم؟ چلا گیا؟

عاصم: نہیں ابا۔ میں تیری دعاؤں کے ساتھ جاؤں گا۔

باپ: یہ تو نے کرایہ کہاں سے لیا عاصم۔ تو چپ کیوں ہے۔

عاصم: مجھے چپ رہنے دے ابا۔ یا پھر خود چپ رہنے کا وعدہ کر۔

باپ: بتا کر ایہ کہاں سے لیا؟

عاصم: میں نے آپا کا زیور چرایا ہے میں نے..... اسے چوری چوری فروخت کیا ہے رقم

اکٹھی کی ہے ابا۔

باپ: تو نے اچھا نہیں کیا عاصم۔ اچھا نہیں کیا تو نے وہ تو پہلے یہاں منگتوں کی طرح

رہتی ہے بیٹا۔

عاصم: (پاس آکر) ہو سکے تو آخری بار میرے سر پر پیار دے ابا۔ اچھا یا برا نہ سوچتے رہنا۔

دعا کرنا میرا راستہ کھوٹا نہ ہو۔ کہیں سے تھوڑی سی دولت مل جائے ابا تھوڑی سی

عزت۔ پھر میں تجھے اپنے پاس بلا لوں گا۔ میں زیادہ عزت زیادہ۔ (باپ کا ماتھا چومتا

ہے۔) دولت نہیں چاہتا۔ بس سانس لینے جوگی عزت ابا۔

ابا: اگر میں اندھانہ ہوتا عاصم تو تجھے آخری بار دیکھ لیتا۔  
 عاصم: یہ آخری بار نہیں ہے ابا۔ میں تجھے کویت بلاؤں گا اپنے پاس۔  
 باپ: خدا حافظ۔ چلا جا اب۔ چلا جا۔ ورنہ راشدہ آجائے گی۔ اور پھر میں جھوٹ نہیں بول سکوں گا چلا جا۔

(عاصم جاتا ہے۔ باپ آواز دیتا ہے۔)

ابا: عاصم۔

عاصم: (واپس کر) جی ابا۔

(باپ اپنے کندھوں پر سے سیاہ چادر اتار کر عاصم کو ٹوٹا ہوا اسے یہ سیاہ چادر پہناتا ہے۔)

ابا: میرے پاس تجھے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے بیٹے۔

عاصم: تیری دعائیں ہیں ابا۔ تو یہ رہنے دے۔

ابا: دیکھ عاصم۔ تجھے سچے مٹی کی قسم۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا بیٹے۔ تجھے کالی کملی والے کی قسم عاصم

(کیمروہ عاصم کے کندھوں پر سیاہ چادر پر نگار ہتا ہے۔)

سین 14 ان ڈور دن

(سکندر اپنے کمرے میں نکلے کوکان سے لگا کر سنتا ہے۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(افتخار کار میں سکندر کے گھر میں پورچ میں آتا ہے۔ کار کا دروازہ کھول کر اندر جاتا ہے۔)

کٹ

(سکندر کے کمرے میں افتخار آتا ہے۔)

افتخار: معاف کرنا سکندر میں نے سٹوڈیو میں تمہارا بہت انتظار کیا بالآخر مجھے خود آنا پڑا۔ یہ ہے تو بد تمیزی پر مجبوری ہے۔

سکندر: بیٹھے۔

افتخار: معاف کرنا سکندر۔ میں جس سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔

سکندر: تم چاہتے ہو کہ میں ستارہ کو طلاق دے دوں۔

افتخار: تمہارے لیے اس کا کوئی مصرف نہیں ہے اور..... اور میں اسے ہر قیمت پر زندہ

رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک بار اسے دوبارہ Attack ہو گیا تو وہ بچ نہیں سکتی۔ یہ

اس کی زندگی کا سوال ہے اسے کسی قسم کی امید چاہیے۔ سیکنڈ ہینڈ ہی کیوں نہ ہو۔

سکندر: تم بہت چالاک آدمی ہو۔

افتخار: ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں انسان تہہ در تہہ بہت کچھ ہوتا ہے۔ اس کے ہر

پرت کا نیارنگ ہوتا ہے اور کئی بار Spcctrum کے رنگوں کی طرح وہ ایک

کرن سے نکلتا ہے اور سات رنگوں پر محیط ہو جاتا ہے۔

سکندر: تم اتنے تعلیم یافتہ ہو افتخار پھر تم نے فلم لائن کیوں اختیار کی؟

افتخار: یار میرے تم بھی بنیادی طور پر وکیل ہو۔ ان باتوں کا وقت نہیں ہے اب۔

سکندر: اچھا تو تمہیں طلاق چاہیے کیوں؟ کس لیے؟

افتخار: اس لیے کہ میں ستارہ کو مزید سکینڈل سے بچا سکوں۔ بظاہر وہ بہادر عورت ہے

لیکن اندر سے بہت کھوکھلی ہے اگر..... شاید وہ شادی کے بغیر زیادہ دن بے منزل نہ رہ سکے۔

سکندر: اور اگر میں طلاق دینے سے انکار کر دوں۔

افتخار: طلاق تو تمہارا باپ بھی دے گا سکندر۔

سکندر: اور اگر بالفرض میں طلاق دینے کی قیمت مانگوں تو پھر..... کوئی شرط مقرر کروں

تو؟

افتخار: اگر شرط ماننے کے قابل ہوئی تو بخوشی مان لوں گا میں اڑیل آدمی نہیں ہوں۔  
شرط کو ٹکنبہ نہیں بناؤ گے تو ٹھیک ہے۔

سکندر: ( سختی کے ساتھ ) افتخار میری ایک شرط ہے صرف ایک۔

افتخار: ارشاد؟

سکندر: ستارہ بیک گراؤنڈ سنگنگ چھوڑ دے آج کے بعد وہ کسی سٹوڈیو میں قدم نہیں دھرے گی۔

افتخار: کیوں آخر کیوں؟ But why اس لیے کہ اس کی آواز تمہیں تمہارے چھوٹے پن کا احساس دلاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کی آواز تمہیں تمہارے کمینے پن کا آئینہ دکھاتی ہے تم نہ صرف گھٹیا آدمی ہو بلکہ بلکہ..... دوسروں کو بھی ذلیل بنادیتے ہو اپنے عکس سے۔

سکندر: Let me not go in to lousy words تمہیں اس سے محبت ہے۔  
بتاؤ۔ تم یہ شادی کیوں کر رہے ہو؟

افتخار: جیسی محبت تم سمجھتے ہو نہیں۔ لیکن اگر وہ بے سہارا رہی تو ٹوٹ جائے گی۔ میں اسے اس کے انجام سے بچانا چاہتا ہوں۔

سکندر: اس کو بچانے کے لیے یہ چھوٹی سی شرط ہے میں چاہتا ہوں وہ گانا بند کر دے۔ میں اس کی Competition برداشت نہیں کر سکتا۔

افتخار: سکندر طلاق تم سے لینا کچھ مشکل کام نہیں ہے اور بالفرض مشکل کام بھی ہوا تو

خدا کی قسم میں سولا کھ دفعہ ایسی طلاق پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میری شادی اس سے ہو یا نہ ہو۔ اسے طلاق ملے نہ ملے۔ لیکن وہ گائے گی۔ تم کو کل کی آواز پر پابندی لگانے والے کون ہوتے ہو۔ وہ گانے کے لیے پیدا ہوئی ہے باقی سب فروغی ہے۔

سکندر: تم اس سے محبت کرتے ہو..... (تہقہہ) میں جانتا ہوں۔ دیکھ لو۔ طلاق مل سکتی ہے ابھی اسی وقت۔ تم اس سے شادی کر سکتے ہو۔ کل، آج شام۔

افتخار: (چبچبا کر) سکندر ہم دونوں میں سے اچھایا برا کون ہے؟

سکندر: (قہقہہ) احمق طلاق لو۔ اور جاؤ۔ رنگ رلیاں مناؤ۔

افتخار: ہاں اس جہاں میں سب اچھے ہیں اور سبھی برے ہیں۔ کچھ پر بادل کا سایہ زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ کچھ سورج کی طرح زیادہ مدت سے چمکتے رہتے ہیں۔ انسان صرف حدت سے پہچانا جاتا ہے۔ سکندر، جو زیادہ مدت نیک رہتے ہیں۔ نیک کہلاتے ہیں۔ تم..... تمہاری مشکل یہ ہے کہ تم انسان نہیں گرکٹ ہو..... تمہاری نہ اچھائی کو قیام ہے نہ برائی کو خدا حافظ۔

(جاتا ہے۔)

سکندر: سن لے ایکٹر کے بچے! (افتخار رکتا ہے) تو بھی سن لے۔ تو نے بھی اپنی محبت کی شعا عوں کو اتنا پھیلا رکھا ہے کہ ان میں حدت نہیں رہی تو محبت سے بھرا ہوا ضرور ہے لیکن عشق سے خالی ہے۔ جب عشق نہ ہو تو آدمی بے سمت مرتا ہے۔ بھنور میں پتھر کی طرح۔ بھنور کا شور تو ہوتا ہے لیکن پتھر کی آواز نہیں آتی۔

افتخار: شکریہ۔ لیکن وہ گائے گی اور کچھ ہونہ ہو میں تمہاری طرح بت شکن نہیں ہوں۔

کٹ

سین 16 ان ڈور دن

(ٹیلی ویژن کے سیٹ پر اناؤنسر کہتی ہے۔)

اناؤنسر: ابھی آپ خبریں سن رہے تھے۔ اب آپ ملک کی مایہ ناز گلوکارہ سے اپنی پسند کا گیت سنئے۔ انڈسٹری میں واپسی پر یہ ان کا پہلا گیت ہے ٹیلی ویژن کے لیے۔ سنئے۔

کٹ

سین 17 ان ڈور دن

(یہاں سے ہم ٹیلی ویژن کے سٹوڈیو میں آتے ہیں۔ یہاں ستارہ تخت پر بیٹھی ہے۔ خاص

ٹیلی ویژن کے انداز کا سیٹ لگائیے یہ سٹیج شو قسم کی چیز ہے سامنے سامعین کا انبوه ہے۔۔۔۔۔  
ستارہ گاتی ہے۔

یہ ساز نہیں  
آواز نہیں

یہ من دنیا کا جھالا ہے  
اس کا ہر روپ نرالا ہے

کٹ

سین 18 ان ڈور (دیہاتی آگن) دن

(اباجی تان بورہ لیکر بیٹھے ہیں اور انترہ اٹھاتے ہیں۔)

”انترہ“

خود ٹھاٹھ ہے خود ہی سرگرم ہے  
جھن جھن پل پل دم ہے  
تہا تہا پھیلا پھیلا  
روشن روشن دھندلا دھندلا

کٹ

سین 18 ان ڈور دن

(ٹیلی ویژن کی دکان میں ٹیلی ویژن لگا ہے۔ دو ایک گاہک کھڑے ہیں۔ ٹیلی ویژن میں  
ستارہ آتی ہے۔)

آواز

خود چندا ہے خود ہالا ہے  
یہ ساز نہیں آواز نہیں

کٹ

(واپس سنوڈیو میں آتے ہیں ستارہ سامعین کے سامنے بیٹھی دوسرا انترو اٹھاتی ہے۔)  
”انترو“

دھا دھن دھن دھا دھا دھن دھن دھا  
کوئی بندش کوئی تال کہے  
سب گانگ درپن میں الجھے  
کوئی اندر کا بھی حال کہے  
بیٹے یوں کتنے سال کہے

کٹ

سین 19 ان ڈور دن

(اب ہم ایک ٹرین اسٹاپ پر آتے ہیں۔ عاصم ٹرین میں سفر کر رہا ہے۔ اس کی آنکھ لگی ہوئی ہے اور وہ کھڑکی کے ساتھ سر لگائے بے سدھ سو رہا ہے۔ اس کے پاس ہی ایک اور مسافر ہے جو اسے دیکھتا ہے۔ پھر چیخے سے اس کی قمیض کی پاکٹ سے بٹوہ نکالتا ہے۔ ساتھ ہی پاسپورٹ بھی نکالتا ہے۔ وہ پاسپورٹ کو سیٹ پر رکھتا ہے۔ پھر عاصم کی طرف دیکھتا ہے اور سیٹ سے کھسک کر آگے چلا جاتا ہے۔ اتنی دیر میں گاڑی سٹیشن پر رکتی ہے۔ اور وہ نیچے اتر جاتا ہے۔ جس وقت ستارہ یہ مصرعہ گاتی ہے کوئی اندر کا بھی حال کہے تو ہم عاصم پر آتے ہیں۔ گیت جاری رہتا ہے۔ گاڑی چلتی رہتی ہے۔ اور چور بٹوہ چرا کر چلا جاتا ہے۔)  
گیت

کیوں پردے میں تن مالا ہے  
یہ ساز نہیں آواز نہیں  
یہ من دنیا کا جھالا ہے  
اس کا ہر روپ نرالا ہے  
یہ ساز نہیں آواز نہیں

کٹ

(ستارہ اپنے کمرے میں وہ فون کر رہی ہے۔)

ستارہ: ہیلو۔ غوری صاحب۔ افتخار نہیں آئے ابھی۔ اچھا اچھا شوٹنگ Delay ہو گئی ہے۔ اتنی دیر تو انہوں نے کبھی نہیں کی۔

(اب اندر والے غسل خانے والی سائیڈ سے عاصم منہ تو لیے سے پوچھتا ہوا باہر آتا ہے۔)

عاصم: بہت بہت شکریہ باجی جیو۔ جیتی رہو۔

ستارہ: عاصم۔ یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔

عاصم: بس باجی آپ مجھے جانے دیں۔

ستارہ: ہر گز نہیں۔ اب میں تمہیں کیسے جانے دوں گی بیٹھو فوراً اور کبھی نہ جاؤ۔

(عاصم بیٹھتا ہے۔) کیا پیو گے؟

عاصم: کچھ نہیں باجی کچھ نہیں۔

ستارہ: ابھی تک ان پیسوں کا غم کر رہے ہو چلو دفع کرو۔ تمہاری جان پر سے وارے۔

عاصم: ہم ہیرا پھیریاں بہت کرتے ہیں۔ باجی لیکن ہماری پوری نہیں پڑتی پتہ نہیں کیا

وجہ ہے یہی فیروز بھائی کا حال تھا۔

ستارہ: کتنا روپیہ تھا اس میں؟

عاصم: پانچ ہزار۔

ستارہ: پانچ ہزار اتنے سارے پیسے۔

عاصم: اور یہ چادر بھی اباجی نے میرے کندھے پر خواہ مخواہ ڈال دی ہے۔ اس کے بوجھ

تلے میں میں کوئی ڈرامہ بھی نہیں کھیل سکتا۔

ستارہ: میرے ساتھ تمہیں ڈرامہ کھیلنے کی کیا ضرورت ہے عاصم؟

عاصم: میں آپ کو سب کچھ سچ سچ بتاؤں گا باجی۔ پہلے زمانے کی طرح نہیں کہ ایک کار کی

چابی لینی ہوتی تھی تو سو سو جھوٹ بولا کرتا تھا۔

ستارہ: تم اب بھی جھوٹ بولو۔ بسم اللہ تمہارا ہر جھوٹ میرے لیے سچ ہے۔



عاصم: میں میں جب میرا بڑھ چوری ہوا تو مجھے سمجھ نہیں آئی تھی کہ میں کیا کروں۔  
کدھر جاؤں؟ میں تھوڑی دیر کے لیے پاگل سا ہو گیا تھا۔  
ستارہ: پولیس میں پرچہ کرنا تھا۔

عاصم: آپا کا زیور چرا کر یہاں تک پہنچا ہوں باجی۔  
ستارہ: آپا کا زیور۔ میرے اللہ۔ وہ بیچاری کیا کرے گی اب۔ میاں جی تو معاف کرنے والے نہیں۔

عاصم: دیکھئے میں نے آپ کو بڑی مشکل سے تلاش کیا ہے۔ ریڈیو سٹیشن، ٹیلی ویژن سٹیشن، سٹوڈیو کہاں کہاں نہیں گیا میں۔

ستارہ: بات کیا ہے عاصم۔  
عاصم: میں جھوٹ سے پانچ ہزار حاصل کر سکتا تھا آپ سے لیکن..... لیکن اس چادر نے مجھے مروا دیا۔ باجی آپ مجھے پانچ ہزار دے سکتی ہیں۔ میرا سیدھا سا سوال ہے۔ (ہاتھ پھیلا کر) فقیر کا سوال۔

ستارہ: اس وقت۔  
عاصم: ابھی اسی وقت میں شام کی فلائٹ سے کراچی جا رہا ہوں۔ وہاں سے کویت میرے پاس وقت کم ہے۔  
(اپنا بڑھ کھولتی ہے۔)

ستارہ: یہ آج ہی مجھے ایڈانس ملے تھے۔ گن لے پورے پانچ ہزار ہیں۔  
عاصم: اور اب خدا حافظ (رک کر) جب خدا نے میرا ہاتھ کھول دیا باجی تو خدا قسم میں آپ کی اور آپا کی پائی پائی لوٹا دوں گا۔

ستارہ: احق! کبھی کسی بہن نے بھی بھائی کے ساتھ حساب کیا ہے؟ ادھر آ۔

(عاصم واپس آتا ہے ستارہ پیار سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتی ہے n-c-u)  
ستارہ: اول تو یہ نہ سوچا تھا کہ کبھی تو مل جائے گا اور اگر مل ہی گیا تھا تو اتنی جلدی۔ اتنی جلدی پچھڑنے کی شرط کیوں لگادی میرے خدا نے۔ میری بھی عجیب قسمت ہے عاصم۔ میں ملتی بعد میں ہوں اور پچھڑ پہلے جاتی ہوں۔

(عاصم ستارہ کا ماتھا چومتا ہے۔ پھر چلا جاتا ہے۔ ستارہ چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ کر رونے لگتی ہے۔ کمرہ اس سے ہو کر کھلے بنوہ پر آتا ہے۔)

کٹ

(1) افتخار تیزی سے کار چلا رہا ہے۔ (میوزک)

کٹ

(2) عاشی فون ملا کر باتیں کرتی ہے۔ (میوزک)

کٹ

(3) آپاجی اپنے کمرے میں سامان الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔

کٹ

سین 21 ان ڈور دن

(سارے ملازم بیٹھے ہیں۔ مالی عین چوکھٹ میں بیٹھا چھوٹی سی چلم پی رہا ہے۔ دھوبن جیلہ دھوبیوں والی استری کے ساتھ کپڑے استری کر رہی ہے۔ چوکیدار سیٹ سے باہر ہے۔ اور کھڑکی میں بازو رکھے باتیں کر رہا ہے۔ خانساں اندر بیٹھا خربوزے کاٹ رہا ہے۔ بھرا صاحب کے جوتے پالش کرنے میں مشغول ہے۔ جمعدارنی دروازے سے باہر ستون کے ساتھ لگی بیٹھی ہے۔)

مالی: بینڈ تو اللہ قسم میں لاؤں گا۔ بادشاہ کا بینڈ تو تو تار اتارا۔ ساری دنیا دیکھتی رہ جائے گی۔ ایسا بینڈ بچے کا تو تو تار اتارا۔

خانساں: تو ماں لگتا ہے صاحب کا بینڈ میں لاؤں گا۔ ملٹری کا بینڈ ادھر کھانا ہوگا ادھر دلہن اترے گی۔ ملٹری بینڈ مچا دے گا تہلکہ۔ ملٹری بینڈ لاؤں گا میں جیوے جیوے جیوے پاکستان۔

جیلہ: دلہن کہاں سے آئے گی۔ پاس والی کو ٹھہی سے پتہ نہیں پیدل آجائے۔  
چوکیدار: ہے ناعورتوں کی مت.....

مالی: مہندی کی رات جشن ہوگا۔ میں اپنی ساری پونجی پھونک دوں گا توہی..... ساری رات..... پیانہ گھر آیا۔ میرا پیانہ گھر آیا۔  
پیرا: کل کتنی پونجی ہے تیرے پاس چاچا۔

مالی: تو بوٹ صاف کر صاحب کے بدبخت Lights man بن نہیں سکا کیا پولیس افسر کی طرح پوچھتا ہے۔ بہت ہے بہت ہے میرے پاس خوشی منانے کے لیے۔  
خانساں: کیوں آخر۔

چوکیدار: بندوق میری مانگ لینا۔ صاف کر کے دوں گا۔

خانساں: خبردار جو تو صاحب کا بزرگ بنا اپنی طرف سے خبردار جو تو نے عمر کا فائدہ اٹھایا۔

مالی: انہوں نے خود کہا ہے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھائیں گے کار میں۔  
جیلہ: ارے تم سب منہ دیکھتے رہ جاؤ گے..... دلہن تو آپاجی کو میں بناؤں گی۔ ہاتھوں میں مہندی..... ہونٹوں پر مستی لمبی چوٹی بل بل پر پھول.....

پیرا: تیرا بھی شوق ہی رہ جائے گا۔ جب کسی اٹھا کر وہ سجانے والی میم آئے گی پانچ سو روپیہ لینے والی۔ بل بل چوٹی۔ جوڑا کریں گے آپاجی اماں تیرے لڑکے جتنا۔  
چوکیدار: لڑومت ہماری بات سنو ادھر..... آوا دھر یا ادھر آؤ۔ لڑومت ایک ترکیب بتاؤں ادھر آؤ۔

(سب اس کی طرف جاتے ہیں۔)

کٹ

سین 23 ان ڈور شام

(ستارہ کے کمرے میں سکندر بیٹھا ہے۔ اور سگریٹ پی رہا ہے۔)  
سکندر: شاید میں دوبارہ تمہارے گھر نہ آسکوں ستارہ۔

ستارہ: میں جانتی ہوں سکندر۔ تمہیں ایسی کوئی مجبوری نہیں۔

سکندر: ستارہ ہمیں بچھڑنے سے پہلے ساری کڑوی کیلی باتیں بھلا دینی چاہیے۔

ستارہ: جی اچھا۔

سکندر: تم بدل گئی ہو۔

ستارہ: کیسے؟

سکندر: بہت خاموش ہو۔

ستارہ: پہلے میں بولتی تھی سکندر تو میں سمجھتی تھی کہ تم اور میں ایک ہی Wave leng

پر ہیں۔ مجھے لگتا تھا کہ ہو سکتا ہے کوئی اور میری بات نہ سمجھ سکے لیکن تم ضرور

سمجھتے ہو۔ پھر..... پھر ہسپتال میں مجھ پر یہ بھید کھلا یکدم اچانک کہ..... باتوں کا کچھ

فائدہ نہیں ہوتا۔ نہ کسی سے کی ہوئی باتوں کا۔ نہ اپنے سے دوہرائی گئی باتوں کا۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) کاش میں تم پر کوئی احسان ہی کر سکتی۔ کوئی ایسی مہربانی جس

کے بدلے میں تم مجھے یاد رکھ سکتے۔ کاش تم ڈوب رہے ہوتے اور میں.....

سکندر: میں ڈوب رہا ہوں۔ ہر طرح سے۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ میری کشتی میں بہت سوراخ

ہو گئے ہیں۔ اور سب سے بڑا سوراخ عاشی ہے۔

ستارہ: کیا نام ہے عاشی..... عاشی کتنا ملتا ہے سکندر۔

سکندر: وہ کسی گرتے انسان کے ساتھ اپنی زندگی بسر نہیں کرے گی میں جانتا ہوں۔

ستارہ: کیا نام ہے عاشی! آکاش سے ملتا جلتا اونچا ہی اونچا ستارہ کی طرح بلند یوں سے

گرنے والا نہیں۔

سکندر: میں اس کی خاطر اپنے Career کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے

میں خود Ambitious تھا۔ لیکن پتہ نہیں چوٹی پر پہنچ کر..... اب میں خود ویا

نہیں رہا۔

ستارہ: میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا سکندر..... یاد ہے میں نے کہا تھا۔ تم خود دولت اور

شہرت سے سیر ہو جاؤ گے۔

سکندر: یہ بھی جھوٹ ہے کہ میں ان چیزوں سے سیر ہو گیا ہوں۔ بس..... لمبی کہانی ہے

ستارہ: دولت اور شہرت سے میں کبھی سیر نہیں ہو سکتا..... پتہ نہیں کیا بات ہے۔  
 بولتے جاؤ۔ آہستہ آہستہ..... چپ نہ کرو سکندر۔

سکندر: میں آپ سے ایک Request کرنا چاہتا ہوں آپ کو میں طلاق دے دوں گا  
 لیکن ایک شرط پر۔

(دکھ سے)

ستارہ: کتنی آسانی سے تم طلاق کا لفظ استعمال کر لیتے ہو اپنی گفتگو میں۔

سکندر: آپ آئندہ نہیں گائیں گی۔ یہ میری شرط ہے۔

ستارہ: سکندر۔

سکندر: آپ کو افتخار سے شادی کرنے کا موقع ملے گا لیکن میرا Career تباہ کرنے کی  
 آزادی نہیں ہوگی۔ میں جانتا ہوں وہ مجھے ختم کرنے کے لیے آپ کو استعمال  
 کرے گا۔ وہ مجھے دو کوڑی کا کر کے رہے گا۔

ستارہ: وہ ایسا نہیں ہے۔ تم اسے نہیں جانتے۔

سکندر: طلاق چاہیے آپ کو؟

ستارہ: تم مجھے طلاق دینا چاہتے ہو بولو؟ بولو سکندر.....

سکندر: میں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے میری مارکیٹ کم نہ ہو۔ مجھے  
 صرف اس قدر معلوم ہے کہ آپ کی وجہ سے میں تباہ ہو سکتا ہوں۔

ستارہ: یہ بڑی مشکل بات ہے سکندر۔ افتخار مجھے..... دیکھو اگر میں اس کی منکوحہ ہوئی اور

اس نے مجھے گانے پر مجبور کیا تو سوچو سکندر (ہاتھ جوڑ کر) تم مجھے واپس لے جاؤ  
 سکندر پھر ساری عمر تالا لگا کر رکھنا مجھے..... کسی کو نے میں ڈال دینا میں کبھی نہیں  
 گاؤں گی سکندر۔

سکندر: میں مجبور ہوں ستارہ۔

ستارہ: ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا۔ تم بھی میری طرح مجبور ہو کسی اور کے ہاتھوں۔  
 سکندر: تم کو افتخار سے محبت ہے؟

ستارہ: مجھ پر اس کے بہت سارے احسانات ہیں۔

سکندر: اور ان کے بدلے میں تم میری Request نہیں مان سکتیں۔

ستارہ: میرا وعدہ ہے سکندر..... تم سے اس سکندر سے جو میری کار کے سامنے آگرا تھا..... جس کا خیال میرے دل میں ہر رات روند کر نکلا کرتا تھا جیسے چیتا پھلی رات جنگلوں میں نکلتا ہے۔ وعدہ ہے میرا..... تم سے میں اب کبھی نہیں گاؤں گی۔ چاہے مجھے یہ دیں ہی کیوں نہ چھوڑنا پڑے یہ شہر یہ گھر۔  
(ستارہ کرسی میں نڈھال گرتی ہے۔ سکندر جاتا ہے چند سیکنڈ بعد۔)

کٹ

(افتخار تیز کار چلا رہا ہے۔)

کٹ

سین 23 ان ڈور دن

(ستارہ بیٹھی خط لکھ رہی ہے۔ اس کی اپنی آواز اس خط پر سوپراپوز کیجئے۔)

ستارہ آواز: افتخار..... میں تم سے شادی نہیں کر سکتی اور لیکن..... تم سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتی میں سکندر کی ہوں۔ اور جب تک میں اس کی ہوں میں تمہاری کوئی بات نہ مان سکوں گی۔ اس لیے میں جارہی ہوں میری تلاش نہ کرنا۔ جب بھی میں آئی میں اپنی مرضی سے آؤنگی۔  
(خط بند کرتی ہے۔)

کٹ

(دھو بن ستارہ کے کمرے میں ہے اوپر سے خاناماں آتا ہے۔)  
 خاناماں: یہ خط وکیل صاحب دے گئے ہیں اس میں وصیت ہے صاحب کی وکیل صاحب کہتے تھے دھیان سے رکھیں اور صاحب کے ہاتھ دیں۔  
 جیلہ: دشمنوں کی وصیت ہو۔ خواہ مخواہ وصیت۔  
 خاناماں: وکیل صاحب کہ گئے ہیں سنبھال کر رکھنا اور یہ دوسرا خط ستارہ بی بی دیکر گئی ہیں۔  
 یہ بھی احتیاط سے دینا صاحب کو۔  
 جیلہ: اب خط و کتابت شروع ہو گئی۔  
 (اس وقت فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ جیلہ اٹھتی ہے۔)  
 جیلہ: ہیلو۔ جی ستارہ بی بی کی کوٹھی ہے بی بی آپ فرمائیں جی۔ میں ان ہی کے پاس رہتی ہوں۔  
 (اس وقت کمرہ اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دونوں خطوں پر آتا ہے۔)

کٹ

ان ڈور دن کا وقت

(عاشی کا بیڈ روم)  
 عاشی: دیکھئے فون بند نہ کریں..... بڑی مشکل سے فون ملا ہے جی۔ آپ ستارہ صاحبہ کو بلا دیں پلیز۔ باہر گئی ہیں۔ (کچھ رک کر) دیکھئے ایک بری خبر ہے۔ بری خبر جس وقت وہ واپس آئیں تو..... تو انہیں Inform کر دیں آرام سے کہ وہ فوراً ہسپتال پہنچ جائیں افتخار صاحب کا Accident ہو گیا ہے۔ جی..... جی ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔ وہ قریباً ختم ہو چکے ہیں بہت اصرار کر رہے ہیں آپ ستارہ کو بتادیں..... پلیز جب بھی وہ گھر آئیں آپ کیا لگتی ہیں جی ستارہ بی بی کی.....؟  
 (اب عاشی کی آنکھوں سے جھرنے کی طرح آنسو نکلتے ہیں۔ وہ فون رکھ کر آنکھیں بند کرتی ہے کمرہ اس کے چہرے پر قیام کرتا ہے۔ اسی چہرے پر ٹیپ آتے ہیں)

# قسط نمبر 12

## کردار

سکندر

عاشی

ابا

آپاجی

منظور

جیلہ دھوبن

چوکیدار

خانساں

مالی

مالی کی لڑکی

ڈانس ماسٹر

ڈائریکٹر

لائسٹ مین

بیرا

اور نواز: خوبصورت دراز قد نوجوان ایکٹر



(جہاں سے عاشی کا فون شروع ہوتا ہے وہاں سے قسط 12 شروع کیجئے۔ وہ افتخار کی موت کے متعلق بتاتی ہے اور رونا شروع کر دیتی ہے۔)

کٹ

سین 1 ان ڈور دن

(میڑھیال..... جیلہ میڑھیوں پر بیٹھی ہے اس کے ہاتھ میں دونوں خط موجود ہیں اور اس کی آنکھوں سے جھرنے کی طرح آنسو بہہ رہے ہیں۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور دن

(افتخار کا کمرہ..... بیر اینگر پر افتخار کا سوٹ لے کر داخل ہوتا ہے۔ وہ الماری میں سوٹ مانگتا ہے۔ ڈرائی کلیز کی پرچی وہ ڈریسنگ ٹیبل کی دراز میں رکھتا ہے۔ یہاں اس کی نظر افتخار کی تصویر پر پڑتی ہے۔ وہ تصویر اٹھاتا ہے اور اسے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے۔)

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(ایک متوسط گھرانے کا کمرہ..... یہ گھرانہ پہلے اس سیرزمیں نہیں آیا اس میں دو بہنیں ہیں ایک عمر سولہ یا بیس برس ایک چھوٹی عمر دس برس۔ تیسری کزن ہے جو بڑی لڑکی کی ہم عمر

ہے۔ بڑی دونوں لڑکیاں ایک فلمی رسالہ دیکھ رہی ہیں اور چارپائی پر بیٹھی ہیں چھوٹی لڑکی کچھ فاصلے پر بیٹھی ایک کتاب پڑھ رہی ہے۔ پہلے کمرہ بڑی لڑکیوں کی پشت سے رسالہ دکھاتا ہے۔ اس میں افتخار کی بڑی سی تصویر ہے۔ ساتھ ہی سرخی لگی ہے۔

”حادثے کا شکار“

آسیہ: شراب پی رکھی ہوگی۔ ایک تو یہ ایکٹر لوگ پیتے بھی بہت ہیں۔

فری: (کزن) ہائے تمہیں نہیں پتہ اس سویٹ آدمی نے تو کبھی شراب کو ہاتھ بھی لگایا تھا۔ دیکھو ذرا لگتا ہے یہ پیتا ہو گا کبھی؟

آسیہ: پھر حادثہ کیسے ہوا ایسے تو نہیں نا حادثے ہو جاتے اینویں؟

فری: کوئی غم ہو گا پریشانی ہوگی۔

آسیہ: اسی میل کی سپیڈ پر کار چلا رہا تھا۔ غم تھا اسے۔ ان لوگوں کو کوئی غم نہیں ہوتا۔ عیش کرتے ہیں عیش۔ کاریں رلیں۔ ہائی لائف.....

تہمینہ: (چھوٹی لڑکی): باجی میں پڑھ رہی ہوں آپ اپنے فلمی ہیر و کو بعد میں ڈس کس کریں۔ آسیہ: اچھا اچھا۔ کہیں اور جا کر تجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔

فری: خدا قسم کتنا ہیڈ سم آدمی ہے۔ دیکھ تو کتنا یگ مر گیا ہے نا؟

آسیہ: ٹھیک ہے۔ مجھے تو زیادہ ستارہ کا افسوس ہے۔

فری: اس کے لیے افسوس کرنے کی کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ چپ و دمن۔

آسیہ: میں سوچتی ہوں..... فری جب اس نے سنا ہو گا افتخار کا حادثہ ہو گیا ہے تو وہ پانی میں ڈوب مری ہوگی۔ دیکھ لینا کسی دن اس کی بھی لاش ملے گی۔

فری: ان عورتوں کو ہماری طرح کے عشق نہیں ہوتے ان کے تین تین چار چار عاشق ہوتے ہیں بیک وقت۔

آمنہ: باجی..... پلیز..... میں پڑھ رہی ہوں۔

آسیہ: تم کہیں اور جاؤ۔

تہمینہ: ادھر دادی اماں مہندی دسمہ لگوا رہی ہیں۔

آسیہ: کتنا رومانٹک انجام ہے دونوں کا۔ ایک حادثے میں مر گیا دوسرا لاپتہ، غائب

روپوش۔

فری: ستارہ جیسی عورت کتنی دیر روپوش رہے گی وہ اپنی نمائش کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ آپکے کی پھر انڈسٹری میں۔ کسی روز۔

آسیہ: ہائے فری میں تو منت مانتی ہوں کہ واپس آجائے کتنی سویت آواز ہے، ہے نا۔ سدا ساتھ کارہنہ ہائے کیسے گاتی ہے۔

فری: سچ بات بھی ہم تو اس کی آواز سے تھک گئے۔ اچھا ہے اب فریش آوازیں آئیں گی آسیہ یہ ایکٹر گلوکار سب Monopoly بنا لیتے ہیں۔ گھنے نہیں دیتے کسی کو انڈسٹری میں۔

(اس وقت ایک چالیس پینتالیس برس کا آدمی جو کلرک صورت ہے داخل ہوتا ہے۔)

آدمی: کیا ہو رہا ہے بیٹے۔

تہینہ: میں پڑھ رہی ہوں اباجی اور یہ دونوں فلمی رسالے دیکھ رہی ہیں۔

آدمی: یہ بری بات ہے بیٹے تم کو کیا ملتا ہے فلمی رسالوں سے۔ دکھاؤ کون سا رسالہ دیکھ رہی تھیں۔ دکھاؤ۔ دکھاؤ آسیہ۔

آسیہ: (فلمی رسالہ باپ کو دیتی ہے باپ کھولتا ہے) بس ذرا کی ذرا فریش ہونے کے لیے دیکھا تھا ابوجی۔

(باپ رسالہ کھولتا ہے یکدم افتخار کی تصویر آتی ہے کمرہ پشت سے دوبارہ افتخار کی تصویر دکھاتا ہے۔)

آدمی: ارے یہ کب مرا؟ یہ تو غضب کا ایکٹر تھا بھی۔ کیا کام کیا تھا اس نے ”خون اور ریت“ میں۔ کب مرا یہ؟ کیوں آسیہ؟

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(عاشی اور سکندر دونوں قالین پر بیٹھے ہیں۔ عاشی کے ہاتھ میں ایک سکرپٹ ہے جسے وہ یاد

کر رہی ہے۔)

عاشی: (سکرپٹ سکندر کے آگے کر کے) یہ کیا لفظ ہے سکندر۔

سکندر: مراقبہ۔ (قریباً لیٹا ہوا ہے آنکھیں نیم بند ہیں)

عاشی: کیا؟

سکندر: مراقبہ۔

عاشی: کچھ لکھنے والوں کو کتنے مشکل مشکل لفظ لکھنے کی عادت ہوتی ہے۔ (اب وہ پریکٹس

کرنے کے انداز میں پہلے سلام کرتی ہے سر پر دوپٹہ لیتی ہے اور سکرپٹ سے پڑھ

کر ڈائیلاگ بولتی ہے) ابا حضور اس طرح مراقبہ میں جانے سے مسئلہ حل نہیں

ہو سکتا۔ آپ کو مرحوم امی کی جان کی قسم ہمیں بھی بتائیے کہ آپ کو کیا پریشانی

ہے۔ (سکندر سے) مراقبہ کے کیا مطلب ہیں سکندر۔

سکندر: گیان دھیان، غور و فکر۔ تمہارے لیے یہ لفظ ایجاد نہیں ہوا۔

عاشی: (بہت لمبا) اچھا۔

سکندر: کیا پڑھ رہی ہو۔

عاشی: حیدر علی کا سکرپٹ۔ تم آج ضرور آنا سیٹ پر۔ سکندر بڑا خوبصورت سیٹ لگا ہے

میرا رول بڑا پیارا ہے آنا سکندر.....

سکندر: (لمبا) اچھا.....

(عاشی سکرپٹ دیکھتی ہے سکندر لمبی آہ بھرتا ہے پھر الٹش ٹرے میں سگریٹ بجھاتا ہے۔)

عاشی: چلے گئے مراقبہ میں؟

سکندر: ہاں۔

عاشی: تم اسے یاد کر رہے ہو۔

سکندر: جس طرح تم سمجھتی ہو ویسے نہیں۔

عاشی: پھر کیسے؟

(پاس ہی عاشی کا سلپر پڑا ہے سکندر سلپر ہاتھ میں اٹھاتا ہے اسے پیار سے تھپکتا ہے اور کہتا

ہے۔)